سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ......ایک استعمار دُشمن شخصیت

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

جیسا کہ آج امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور ہے۔ بالکل اسی طرح ۱۹۴۷ء تک دنیا بھر میں برطانیہ کے جبروت کا طوطی بولتا تھا۔ برطانوی سلطنت کی وسعت کے پیشِ نظر کہا جاتا تھا کہ اُس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ یعنی اگر اُس کی نوآبادیات کے ایک حصہ میں سورج غروب ہوتا تھا تو دوسرے علاقہ میں دن نکل رہا ہوتا تھا۔ برطانیہ نے بھی آزادی پسندوں کو جبر و اِستبداد اور دَرندگی اور سفاکی کے ہتھکنڈوں سے بالکل اُسی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہا، جیسے کہ آج امریکی استعمار دہشت گردی کا لیبل لگا کر مسلمانوں کی جان و اِیمان کے درپے ہے، لیکن چشمِ فلک نے یہ انوکھا نظارہ حیرت و اِستعجاب کی نظروں سے دیکھا کہ حریت مآب دیوانوں کی قربانیوں کی بدولت فرنگی استعمار کو کہ جس کی زمین پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا، ہندوستان آزاد کرنا پڑا اور برطانیہ آج اپنے ہی ملک میں سورج کی ایک ایک کرن کو ترستا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو کچلنے کے بعد برطانوی استعمار ہندوستان کے تخت پر بلا شرکتِ غیر براجمان ہوا اور اُس نے تحریک آزادی میں شریک علما، مجاہدین، طلبا اور عام شہریوں کو لاکھوں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اُتارا۔ قید و نظر بندی اور ظلم و درِندگی کے شرمناک مظاہروں کے ذریعہ انگریز نے ہندوستانی عوام پر اَپنی دہشت و فرعونیت کی دھاک بٹھا دی، لیکن اِن عذاب لمحوں میں بھی بچے کھچے غیرت مند ہندوستانی مجاہدوں نے برطانوی حاکمیت کے آگے سرنگوں ہونے سے انکار کیا اور اَپنے خون سے آزادی کے گُل ہوتے چراغوں کو رَوشن رکھا۔ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اُنھی عزم و ہمت کے پالے مجاہدین آزادی کے باغیرت جانشین تھے۔ جنھوں نے ہندوستان کی دھرتی پر اَنگریز کے تسلط کو مسترد کرتے ہوئے اِنِ الحکم الا اللہ کا نعرہ رستاخیز بلند کیا اور اِس پُر عزیمت راہ میں ہر صعوبت و آزمائش کو جھیلنے کا عزمِ نو کیا۔

حیرت ہوتی ہے کہ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے نہتے اور بے وسیلہ مجاہدین آخر کس مٹی سے بنے تھے! کہ وہ انگریزی استبداد کے مصائب و آلام، دار و رَسن اور ظلم و سفاکی کے مناظر اَپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور اَپنی ناتواں جانوں پر ظلم کا ہر وَار سہہ رہے تھے، مگر آزادئ وطن کی خاطر کسی بھی آزمائش کو لبیک کہنے سے باز نہ آتے تھے۔ جبکہ آج تمام تر وسائل اور اَیٹمی قوت رکھنے کے باوجود ہمارے قومی رہنما اور مسندِ اقتدار پر براجمان شخصیات امریکہ کے سامنے تھر تھر کانپتے دکھائی دیتے ہیں۔ دراصل قومی غیرت اور دینی حمیت ہی قوموں کو سر اُٹھا کر جینے کا شعور دِیا کرتی ہے۔ جس کی موجودگی میں بڑی سے بڑی طاغوتی

قوتیں خاکِ راہ ہوجاتی ہیں۔یہی وہ جوہرِ ایمانی تھا،جس نے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے غیور مجاہدِ آزادی میں بے خوفی ودَلیری اور جرأت وبہادری جیسی انمول صفات پیدا کیں اور وہ سلطنتِ برطانیہ کے خلاف سینہ تان کر کھڑے ہوگئے۔

واقعہ جلیانوالہ باغ (۱۹۱۹ء) سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سیاسی زندگی کا نقطہ آغاز ثابت ہوا۔سفاک جنرل ڈائر نے جب سینکڑوں بے گناہ ہندوستانیوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کردیے تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دل میں حکومت برطانیہ کے متعلق نفرت کے شدید جذبات پیدا ہوگئے۔رہی سہی کسر ترکی کے مسلمانوں پر انگریز کی وحشت وبہیمیت نے نکال دی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہندوستان کے صفِ اوّل کے رہنماؤں کے ہمراہ تحریک خلافت کے برگ وبار اُٹھانے میں مصروف ہوگئے۔برطانوی استعمار کی اِس مخالفت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے دینی اصولوں کو بنیاد بنایا۔وہ بجاطور پر انگریز کی اِسلام اور مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے،کیونکہ وہ انگریزوں کی اسلام کے خلاف سازشوں کا اِدراک اور مسلمانوں پر پے درپے خنجر آزمائی کا بچشم خود مشاہدہ کرچکے تھے۔تحریک خلافت کے دوران سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ہندوستان بھر میں برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑکا دی۔مثلاً صرف ضلع گجرات میں ہی انھوں نے تنِ تنہا پانچ سو خلافت کمیٹیاں قائم کرکے پورے ضلع کو آتشِ جوالہ بنا کررَکھ دیا تھا۔۱۸۵۷ء کے معرکہ کے بعد تحریک خلافت ہی وہ ملک گیر احتجاجی سلسلہ تھا،جس نے ہندوستانیوں کو ایک لڑی میں پرودیا اور اُن کے رگ وپے سے غیر ملکی حکمرانوں کا رُعب ودَبدبہ نکال کررَکھ دیا۔جس میں بنیادی کردار سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کا تھا جو ہماری ملّی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

۳رستمبر ۱۹۳۹ء کو جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا تو ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتیں انگریز سے تعاون یا اُس کی مخالفت کرنے کے بارے میں اُس وقت تک کسی فیصلہ پر پہنچ نہ پائی تھیں،لیکن سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت مجلس احرار اسلام ہندوستان میں واحد سیاسی جماعت تھی،جس نے معروف انگریز مصنف ڈبلیو سی سمتھ کے الفاظ میں ''اِس جنگ کو سامراجی جنگ قرار دیتے ہوئے اِس کے خلاف پہلی آواز بلند کی۔'' اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ کے اجرا کا اعلان کیا اور اَحرار کے کوہ ہمت رہنما وکارکن ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے جیلوں کو آباد کرنے لگے۔مجلس احرار نے فوجی بھرتی کی مخالفت میں ملک کے دیگر علاقوں کے ساتھ ساتھ پنجاب کو بالخصوص اپنی جنگ مخالف سرگرمیوں کا مرکز بنالیا تھا۔پنجاب انگریزوں کے لیے ''بازوئے شمشیر زن'' کا دَرجہ رکھتا تھا اور سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کے بقول:''پنجاب کے بعض اضلاع کی مائیں فرنگیوں کے لیے ہی بچے جنا کرتی تھیں۔'' یہی صورت حال دیگر صوبوں میں بھی کم وبیش موجود تھی۔بہرحال غلامی کے خمیر میں گُندھے ہوئے اِس خطّہ میں انگریز کی مخالفت کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا،لیکن سید عطا اللہ شاہ بخاری اور اُن کے رفقاء نے آزادیٔ ہند کے لیے جان کی بازی لگادی،کیونکہ اُن کے نزدیک ہندوستان کی آزادی سے برطانیہ کے لیے اپنی نوآبادیات پر زیادہ دیر تک قبضہ برقرار رَکھنا ممکن نہ رہ سکتا تھا،جس سے جزیرۃ العرب کا آزاد ہونا یقینی تھا۔لہٰذا اُنھوں نے اپنی تمام تر قوت ہندوستان کی آزادی کے لیے جھونک ڈالی۔اپریل ۱۹۳۹ء کو پشاور میں آل انڈیا پولیٹیکل احرار کانفرنس منعقد کی گئی۔جس میں مجلس احرار کے بانی رہنما

اور مفکر چودھری افضل حق مرحوم نے جنگ عظیم دوم کے چھڑنے کی پیشگوئی کی تھی اور انگریز پر کاری ضرب لگانے کے لیے اپنی مستقبل کی پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اِسی کانفرنس میں طے شدہ لائحِ عمل کے مطابق ہی جنگ شروع ہونے کے صرف ایک ہفتہ بعد مجلس احرار اسلام کی مجلس عاملہ نے انگریز کو فوجی بھرتی نہ دینے کی تاریخی قرارداد منظور کی تھی۔ اِس قرارداد کی روشنی میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اُن کے عظیم رفقائے کار نے ہندوستان کے ہر مقام کے دورے کرنے کے علاوہ پنجاب کے فوجی بھرتی کے حامل اہم اضلاع سرگودھا، گجرات، جہلم، اٹک، میانوالی، راولپنڈی وغیرہ میں اپنی تقاریر میں فوجی بھرتی نہ دینے کا درس دیا۔ جس کے نتیجہ میں دورہ کے اختتام پر انگریز اور اُس کے کاسہ لیس سر سکندر حیات کی یونینیسٹ حکومت نے بوکھلا کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو گرفتار کر کے اُن پر رِعایا کو حکومت کے خلاف بغاوت پر اُکسانے کا کیس دائر کر دیا۔ جس کی سزا پھانسی سے کم نہ تھی، لیکن حکومتی مشینری کی تمام تر پشت پناہی کے باوجود سی آئی ڈی کے سرکاری رپورٹر لدھا رام کی صاف گوئی نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے حق میں پانسا پلٹ دیا اور وہ ۷؍جون ۱۹۴۰ء کو باعزت بری ہو گئے۔ اِس موقع پر جرمنی کے مختلف شہروں میں ہوائی جہاز کے ذریعے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تصاویر گرائی گئیں۔ جن پر تحریر تھا کہ ہندوستان کا سب سے بڑا باغی جسے برطانوی حکومت پھانسی پر لٹکانا چاہتی تھی، وہ باعزت بری ہو گیا ہے۔

غرض یہ کہ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے انگریزی استبداد کی جڑوں کو کاٹنے والی ہر تحریک میں ہراول دستہ کا کردار اَدا کیا اور اُنھوں نے خود بھی دسیوں تحریکیں چلائیں۔ اللہ نے اُنھیں خطابت کا بے تاج بادشاہ بنایا تھا اور اُنھوں نے اپنی اِس خداد صلاحیت کے ذریعہ ہندوستان کے لاکھوں افراد کے قلوب واذہان سے انگریزی حاکمیت کا خوف کھرچ ڈالا اور اُنھیں آزادی کے مفہوم و معنیٰ سے آشنا کر کے عملاً اُنھیں تحریک آزادی میں شمولیت پر آمادہ کیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی انگریزی استعمار سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ نجی محفل ہو یا اجتماعِ عام، اُن کے ''لعنت بر پدرِ فرنگ'' کے نعرۂ رستاخیز سے در ودِیوار کانپ اٹھتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے:

''میں اُن سؤروں کا ریوڑ چرانے کو بھی تیار ہوں جو برٹش امپیریلزم کی کھیتی کو وِیران کرنا چاہیں۔ میں کچھ نہیں چاہتا۔ میں ایک فقیر ہوں۔ اپنے ناناؐ کی سنت پر کٹ مرنا چاہتا ہوں اور اگر کچھ چاہتا ہوں تو اِس ملک سے انگریز کا انخلا۔ میری دو ہی خواہشیں ہیں: میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختہء دار پر لٹکا دیا جاؤں۔ میں اُن علمائے حق کا پرچم لیے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغِ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ ربِ ذوالجلال کی قسم! مجھے اِس کی کچھ پروا نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے؟ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی۔

میں اِس سرزمین میں مجدد الف ثانی کا سپاہی ہوں۔ شاہ ولی اللہ اور خاندانِ ولی اللّٰہی کا مبلّغ ہوں۔ سیّد احمد شہید کا نام لیوا اور شاہ اسمٰعیل شہید کی جرأت کا پانی دیوا ہوں۔ اُن پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر علمائے امت کے لشکر کا ایک خدمت گزار ہوں جنھیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں! ہاں! میں اُنھیں کی نشانی

ہوں۔ اُنھی کی باز گشت ہوں۔ میری رگوں میں خون نہیں، آگ دوڑتی ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ قاسم نانوتوی کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہند کے نقشِ قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور اِسی راہ پر چلتا رہوں گا۔ میرا اِس کے سوا کوئی مؤقف نہیں۔ میرا ایک ہی نصب العین ہے۔ برطانوی سامراج کو کفنانا یا دفنانا۔''

اللہ تعالیٰ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قربانیوں کا صلہ اُن کو دنیا میں بھی دیا کہ انھوں نے انگریز کو ملک چھوڑتے دیکھا اور ہندوستان ۱۹۴۷ء کو فرنگی کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہو گیا۔ ہندوستانی عوام نے غلامی کے منحوس سائے چھٹ جانے کے بعد آزاد فضاؤں میں سانس لیا۔ احرار رہنماؤں کی نگاہِ بصیرت کے عین مطابق ہندوستان کی آزادی کے بعد برطانیہ کی اپنے مقبوضات پر سے گرفت ڈھیلی پڑتی گئی اور ایک ایک کر کے اسلامی ممالک آزاد ہوتے گئے۔ اگر ہندوستان آزاد نہ ہوتا تو عالم اسلام کی آزادی کا دور جانے کتنا طویل ہو جاتا! بلاشبہ یہ کارنامہ ہندوستان کی حریت پسند جماعتوں اور بالخصوص احرار کے قائد امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے زعماء کے سر ہے۔ جنھوں نے غلامی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں حریتِ فکر و عمل کے چراغ روشن کیے۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری جن کٹھن حالات میں انگریزی استعمار سے نبرد آزما ہوئے۔ اُن جانگسل حالات کے تصور سے ہی دل بیٹھ جاتا ہے۔ عہدِ حاضر میں مسلمان جن پُر آشوب حالات میں مبتلا ہیں اور جس طرح امریکی چیرہ دستیوں کے نرغے میں آئے ہوئے ہیں۔ اِس صورت حال میں ہمارے رہنما اور حکمران امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف ڈٹ جانے کی بجائے جس کوتاہ ہمتی اور بزدلی کے ساتھ امریکہ پر ہی تکیہ کرتے ہوئے اُس کی فرعونیت کے آگے جھکتے جا رہے ہیں اور قوم کو اندھیروں کی منزل کا راہی بنا رہے ہیں، اِسے دیکھتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے مردِ مجاہد کی یاد تڑپا کر رکھ دیتی ہے۔ جنھوں نے موجودہ حالات سے کئی گنا بدتر حالات میں بھی برٹش امپیریلزم کا جی داروں کی طرح مقابلہ کر کے اُسے ہندوستان سے چلتا کیا تھا۔ آج سے پینسٹھ برس قبل امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جو حسب ذیل نصیحت فرمائی تھی، اُسے آج بھی پیش نظر رکھتے ہوئے ملک کے استحکام، تعمیر و ترقی اور قوم کی تربیت کی بنیادیں استوار کی جا سکتی ہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا تھا کہ:

''میں نے پوری دنیا کی تاریخ اور حالات پر غور کیا ہے۔ مجھے تاریخِ انسانیت میں خدا، رسولؐ، امتِ رسول اور پوری دنیا کے سچے مسلمانوں کا فرنگی سے بڑھ کر اور اُس سے بدتر کوئی دشمن نظر نہیں آیا۔ فرنگی یا اُس کا کوئی دوست غلافِ کعبہ کا لباس پہن کر اور چوبیس گھنٹے زم زم سے غسل کر کے، باوضو اور مطہر رہنے والا بھی، اِس شکل میں تمھارے پاس آئے، اگر میرے تخم میں سے ہو اور حلالی ہو تو اُس پر کبھی اعتماد نہ کرنا۔ تم نہیں جانتے: عدواللہ، عدوالرسول، عدوالقرآن، عدوالمسلمین، عدوالاسلام والدّین فرنگی سے بڑھ کر نہ کائنات میں ہوا، نہ اب ہے، نہ آئندہ کبھی ہوگا۔''

جو چٹانوں میں راہ کرتے ہیں منزلیں اُن کو راہ دیتی ہیں
اہلِ ہمت کے آشیانوں کو بجلیاں پناہ دیتی ہیں